ادارہ

سینٹ آف پاکستان میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا ملک وملت کو درپیش اہم مسائل پر تاریخی خطاب

سینٹ میں بجٹ پر بحث کے دوران سینٹر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے اپنے خطاب میں بعض بنیادی مسئلے اٹھائے۔ جس کو من وعن پیش کیا جارہا ہے۔..........(ادارہ)

سینٹر مولانا سمیع الحق: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جناب چیئر مین ! میں شکر گزار ہوں کہ مجھے موقع دیا' میں زیادہ وقت نہیں لوں گا' کیونکہ بجٹ کے تمام اقتصادی اور معاشی پہلوؤں پر اچھے انداز میں دونوں طرف سے بات کرلی گئی ہے اور یہ موضوع بھی انہی افراد کا ہے۔ بنیادی طور پر یہ بات بالکل حقیقت ہے کہ عوام کی معاشی حالت' اقتصادی حالت' عوام کی مشکلات' مہنگائی' بے روزگاری انتہا پر پہنچ چکی ہے۔ ہم لوگ جو دیہات میں رہتے ہیں وہاں آس پاس جو صورتحال ہوتی ہے۔ صبح سے شام تک جس طرح بعض مصیبت زدگان دروازوں پر آکر روتے پیٹتے ہیں تو یہ صورتحال ناقابل برداشت ہوتی ہے۔ اور عوام کی زندگی اجیرن ہوگئی ہے۔ بجٹ کی یہ بڑی بڑی اقتصادی کتابیں بے مقصد ہیں اس گورکھ دھندے کو لوگ نہیں سمجھتے اور میں کبھی انہیں اٹھا کر نہیں لے جاتا ہوں۔ قرآن میں ہے کمثل الحمار یحمل اسفارا والی صورتحال ہے۔ اس سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ حقائق کی دنیا میں' ہمیں جانا چاہیے۔ بنیادی طور پر اقتصادی' معاشی اور ہر قسم کی ترقی اس پر موقوف ہے کہ ہماری پالیسیاں آزاد ہوں۔ اگر کسی ملک کی پالیسیاں آزاد ہیں تو وہ سب کچھ کرسکتے ہیں۔ لیکن ہماری پالیسیاں تو درحقیقت ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف اور مغربی ممالک کے ساتھ گروی ہیں۔ اور ان کو بیچ دی گئی ہیں۔ یا ان کے شکنجے میں ہیں۔ جو ہمارے ملک کے آلو اور پیاز کا ریٹ بھی متعین کرتے ہیں۔ تو ہم کیسے اس ملک میں خوشحالی اور کوئی تبدیلی لاسکتے ہیں؟ بہرحال آج کے بجٹ کی تقریر میں ہمیں یہ ایک اچھا موقع ملتا ہے کہ ہر قسم کے امور اور قوم کے متعلق مسائل پر بحث کی جاسکتی ہے۔ اور لوگوں کو انتظار ہوتا ہے کہ بجٹ کے موقع پر وہ بات بھی ہوجاتی ہے جو عام طور پر نہیں ہوسکتی۔ تو میں اتنی گزارش کروں گا کہ ہمیں اس بجٹ کا جائزہ لینا چاہیے کہ ملک کی اساس کیا تھی اور یہ کیوں بنا تھا؟ کس مقصد کیلئے بنا تھا؟ اور ملک کی سالمیت اور ساورنٹی آزادی اور خودمختاری آج کس جگہ پر پہنچ چکی ہے؟

دونوں پہلوؤں سے ہمیں انتہائی مایوسی ہے۔ ہمارے ملک کی سالمیت اور خودمختاری مکمل طور پر غیروں کے

رحم وکرم پر ہے۔ہم حقیقتاً غلام ہو چکے ہیں۔ڈیڑھ سو برس کے بعد جو آزادی ہمیں ملی تھی جو ایک سامراج سے ہم نے حاصل کی مگر آج ایک اور بہت بڑے سامراج کو ہم نے اپنے ملک کے اوپر مسلط کیا ہے۔اپنے ملک کے دروازے اس کے لئے کھول دیئے ہیں۔وہ جن مذموم مقاصد کے لئے ''دہشت گردی'' کے نام سے جنگ لڑ رہا ہے' ہم اس جنگ کو اپنے ملک میں لے آئے ہیں۔ہم نے سارے مغربی سرحدات ان کے حوالے کر دیئے ہیں۔ہم نے بھارت کو وہاں پر بٹھا دیا ہے۔بھارت' امریکہ اور اس کے اتحادی مل کر پاکستان کے اندر انتشار پیدا کر رہے ہیں اور سازشیں کر رہے ہیں۔جو کچھ ہمارے سامنے ہے وہ وزیرستان کی شکل میں موجود ہے۔بلوچستان کی صورت میں موجود ہے۔

آج بھی میران شاہ میں صبح صبح حکومت نے ۲۰' ۲۵ بے گناہ افراد قتل کئے ہیں۔جب صدر بُش یا کوئی اعلیٰ امریکی عہدیدار یہاں آتا ہے تو ہم ۳۰' ۴۰ افراد کو قتل کر کے اس کو پیش کر دیتے ہیں۔جب بُش آ رہا تھا تو ہم نے ۴۰ بے گناہ افراد کو اس کیلئے بھی قتل کیا اور ٹرے میں سجا کر مہمان نوازی کی۔بلوچستان میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔وہ پالیسیاں جو ہماری نہیں ہیں' باہر بیٹھے ہوئے لوگوں نے بلوچستان کو خطرے میں ڈالا ہوا ہے۔بھارت' امریکہ اور کرزئی جو چاہ رہے ہیں وہاں کر رہے ہیں۔ہم دوسروں کی جنگ کو اپنے گھر میں لے آئے ہیں۔ہم نے سب کچھ ان کے قدموں میں ڈھیر کر دیا ہے۔ہم سرنڈر ہو گئے ہیں۔ہم نے یوٹرن لے لیا اور تقریباً ۶۰۰ افراد کو پکڑ کر ان کے حوالے کر دیا جو گوانتاناموبے اور ابوغریب میں قید ہیں۔اور اذیتوں سے گزر رہے ہیں۔مگر انہوں نے ہمیں کیا صلہ دیا؟ انہوں نے ہمیں صلہ یہ دیا کہ بھارت کو ایٹمی انرجی کے لئے کھلی آزادی دے دی۔لیکن ہمیں کہا گیا کہ آپ دہشت گردی کا پورا قلع قمع نہیں کر رہے ہیں۔ہم پر امریکہ اور افغانستان کی طرف سے الزام لگایا جا رہا ہے کہ ہم دہشت گردی کو ختم نہیں کر سکے ہیں' بلکہ دہشت گردوں کو یہاں بھیجتے ہیں۔گویا شر پسندوں کو پاکستان بھیج رہا ہے جبکہ یہ سراسر حقیقت کے خلاف ہے۔اس نام نہاد دہشت گردی کیلئے ہم نے اپنے ملک کی ساری خودمختاری ختم کر دی ہے۔یہاں تک کہ ان کے دباؤ پر ہم نے اپنے دینی اقدار اور اخلاقی قدروں کو بھی قلع قمع کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہ کی۔......آپ کے سامنے ہے جو یہاں پر بیرونی دباؤ پر اسلام اور اسلامائزیشن کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے' یہاں تک کہ سکولوں میں بچوں کے نصاب سے اسلامیات کو نکالا جا رہا ہے۔اب لازماً بات عبادات تک پہنچے گی۔اتنی جرأت بجائے اس کے کہ ہم کالجوں اور یونیورسٹیوں کے نظام تعلیم کی اصلاح کرتے' دین اور دنیا دونوں جمع کر لیتے۔لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ یہاں پر الف ب ت پڑھنے والے بچوں کو بھی اسلام سے دور رکھا جا رہا ہے کہ اس سے اختلاف پھیلے گا اور اس سے انتشار پھیلے گا۔اور وہ کہیں پکے مسلمان نہ بن جائیں۔ہمارے وفاقی وزیر تعلیم ایک بے لگام گھوڑے کی طرح دندناتا پھر رہا ہے اور روزانہ جو کچھ اس کے منہ میں آتا ہے وہ بکتا رہتا ہے۔کل اس نے کہا ہے کہ ہماری ثقافت ہندوؤں والی ہے اور محمد ﷺ اور محمد بن قاسم کی ثقافت نہیں ہے۔علی الاعلان وہ جو چاہتا ہے بول دیتا ہے۔اس کو اپنی نوکری پکی کرنے کے لئے مسلمانوں کے زخموں پر نمک پاشی کرنے کا شوق ہے۔مدارس کے پیچھے کیا طوفان کھڑا کیا گیا ہے؟ ہر وہ معصوم شخص امن پسند' دیندار' صوفی یا امت مسلمہ کا ہر وہ فرد جو عزت النفس کے ساتھ زندہ رہنا چاہتا ہے اور خودداری کے ساتھ غلامی کو مسترد کرتا ہے آج اس کا جوڑ القاعدہ اور طالبان کے ساتھ لگا دیا جاتا ہے۔تمام دینی مدارس پر پابندی لگائی گئی ہے کہ باہر ملکوں کے طلباء یہاں اسلام سیکھنے کیلئے نہ آئیں۔ہم نے طلباء کو نکال دیا اور ان پر پابندی لگائی

کہ امریکہ خوش ہو جائے۔ حالانکہ دنیا کے تمام تعلیمی ادارے ہر قوم کے لئے کھلے رہتے ہیں۔خود امریکہ اور یورپی ممالک بھی تمام دنیا کو تعلیم سیکھنے سے نہیں روکتے لیکن ہم نے امریکہ کو خوش کرنے کیلئے ان ہزاروں طلباء پر دروازہ بن کر دیا۔ جو پاکستان کے سفیر بنتے تھے۔ بھارت نے اعلان کیا کہ ان کا ویزا ہمارے ہوائی اڈوں پر لگایا جائے گا۔ ہم اپنے ایک مظلوم ناموس رسالت پر شہید ہونے والے شخص عامر چیمہ ؒ کا استقبال نہیں کر سکے۔ جس نے ملت مسلمہ کا نام اونچا کر دیا۔ ہم رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کے حقدار بن جاتے' ہم نے اس کی لاش کیساتھ کیا کچھ کیا' کہ اس سے امریکہ ناخوش نہ ہو جائے۔ مجھے بڑا دکھ ہے کہ کل ہمارے سپیکر قومی اسمبلی نے ابومعصب الزرقاویؒ کیلئے دعائے مغفرت کی اجازت نہیں دی جو شخص ساری ملت مسلمہ کی آبرو تھا' جو عراق میں آزادی کی جنگ لڑ رہا تھا' مزاحمت کی علامت تھا یہ پوری مسلم امۃ کا خسارہ ہے' نقصان ہے۔ ہمارے سپیکر کہتے ہیں کہ ہم یہاں دعا نہیں کرا سکتے۔ اس پر عرش بھی لرز اٹھا ہوگا۔ یہاں میراثیوں' بھانڈوں' ایکٹروں' ایکٹرسوں کیلئے دعائیں ہوئی ہیں۔ آپ مجھے موقعہ دے دیں کہ میں آپ پارلیمنٹ کے مباحث سے آپ کو وہ لسٹیں پیش کروں کہ کیسے کیسے لوگوں کیلئے جس کا تعلق اسلام سے نہیں ہے' ملک سے نہیں ہے' ان کیلئے دعا ہوتی ہے۔ لیکن کل اسپیکر نے کہا کہ اس کیلئے دعا مغفرت نہیں کی جاسکتی کیونکہ روزانہ ہزاروں لوگ شہید ہوتے رہتے ہیں تو کیا ہم سارے شہداء کیلئے دعا کریں گے؟ ہاں ہمیں ہزاروں شہداء کیلئے روز دعا کرنی چاہیے۔ شہید تو ملت کی آبرو ہوتا ہے' اگر اسامہ نہ ہوتا' اگر ملا عمر نہ ہوتا' اگر ابومعصب الزرقاویؒ نہ ہوتا' یہ خالد ابن ولیدؓ ' یہ صلاح الدینؒ کے وارث نہ ہوتے تو آج مغربی سامراج سارے عالم اسلام کو کھا چکا ہوتا' مٹا چکا ہوتا۔ یہاں آج روس دندناتا پھرتا' آج سوویت یونین موجود ہوتا۔

میں سمجھتا ہوں کہ بیرونی غلامی ایک بنیادی مسئلہ ہے ہمیں اس پر اکٹھے ہونا چاہیے' ملک کو اس شکنجے سے نکالیں۔ میں نے صدر صاحب سے خود براہ راست تنہائی میں تفصیل سے کہا ہے کہ ان لوگوں کو جارحانہ جواب دیں کہ ہم دہشت گرد نہیں ہیں۔ دہشت گرد وہ لوگ خود ہیں جو فلسطین میں جو کچھ کر رہے ہیں' عراق میں کر رہے ہیں' اور اب ایران پر نظریں لگائے ہوئے ہیں۔ اور پاکستان کو تم اپنی مٹھی میں سمجھتے ہو' ہماری قربانیوں سے سوویت یونین تہس نہس ہوا' ہماری قربانیوں اور جہاد کی وجہ سے' پاکستان کی وجہ سے امریکہ واحد سپر پاور بن گیا۔ ہماری قربانیوں کی وجہ سے سنٹرل ایشیاء کی ریاستیں آزاد ہوگئیں۔ ہماری قربانیوں کی وجہ سے دیوار برلن ٹوٹ گئی' ہماری وجہ سے مشرقی یورپ آزاد ہوا۔ مگر سارا ملبہ ہم پر ڈالا گیا' جنہوں نے ساری قربانیاں دی تھیں۔ آج ان کو تمغہ ملا ہے۔ ان کو یہ تمغہ دے رہے ہیں کہ یہ دہشت گرد ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ جارحانہ رویہ اختیار کریں کہ تم نے تو سارا ملبہ ہم پر ڈالا ہوا ہے۔ اور ہمیں ملامت بھی کر رہے ہو اور ہم پر الزامات بھی لگا رہے ہو اسی طرح کرزئی بھی بک رہا ہے۔ ادھر سے بھارت بھی جو چاہے کہہ دیتا ہے۔

اس صورت میں ہمیں اس ساری صورتحال کا جائزہ لینا چاہیے۔ جمہوریت بہت ضروری ہے' اقتصادی اصلاحات بہت ضروری ہیں۔ لیکن سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ملک کو آزاد کرانا ہے۔ ان دنوں میثاق جمہوریت کا بڑا چرچا ہے۔ میرے دوست یہاں بیٹھے ہیں ناراض نہ ہوں' ایک پیپلز پارٹی ہے' تو دوسری طرف مسلم لیگ نواز شریف گروپ ہے۔ ہمیں خوشی ہے کہ جمہوریت کے لئے اللہ ان کو متفق کرے' ان لوگوں کی محاذ آرائی اور جھگڑوں کی وجہ سے

یہ روز ہمیں دیکھنا پڑ رہا ہے۔ اگر یہ لوگ جمہوریت کی پاسداری کرتے تو ہمیں آج یہ روز بد نہ دیکھنا پڑتا۔
چلئے اب بھی شکر ہے اگر وہ جمہوریت پر متفق ہو جاتے ہیں لیکن میں ایک بات عرض کروں گا کہ میں نے میثاق جمہوریت کا ایک ایک حرف دیکھا ہے۔ مجھے پریشانی یہ ہے کہ اس میں اس سامراجی تسلط اور شکنجہ کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں ملا ہے۔ حالانکہ دو بڑی پارٹیوں کو مل بیٹھ کر یہ سوچنا چاہیے تھا کہ ہمیں اس ملک کو امریکی غلامی سے اور مغربی بالادستی سے اور ان کے شکنجے سے کیسے نکالیں گے۔ مجھے یقین نہیں کہ یہ لوگ اس کے بارے میں کوئی مثبت کردار ادا کر سکیں گے۔ مکمل خاموشی کے علاوہ مجھے تو یہ خطرہ ہے کہ جمہوریت کی آڑ میں یہی نظام' یہی تسلط' یہی امریکہ اور امریکہ کے ٹیررازم اور عالمی کولیشن کا ساتھ دینا ہوگا' یہی ہمارا طرۂ امتیاز ہوگا کیونکہ محترمہ بے نظیر بھٹو نے معاہدے کے بعد باہر پریس سے اس میثاق جمہوریت پر دستخط کرنے کے بعد جو پہلی پریس کانفرنس تھی تو اس نے حکومت پر جو الزام لگایا ہے' تو بے نظیر نے سب سے بڑا جرم حکومت کا یہ نہیں بتایا کہ فوجی حکومت جمہوریت کی قاتل ہے۔ اور فوج کو بیرکوں میں جانا چاہیے۔ بلکہ اس نے کہا کہ یہ طالبان کا پورا قلع قمع نہیں کر سکے۔ اس لئے ہم ان کے خلاف ہیں اور اس لئے کہ اسلامائزیشن دوبارہ سر اٹھا رہی ہے۔ محترمہ نے یہ کہا کہ جہادی تنظیموں کو جڑ سے نہیں اکھاڑ پھینکا گیا۔ انہوں نے پریس کانفرنس سے یہ کہا اور یہ فرد جرم لگایا یعنی اگر ہم آ گئے تو یہ سب کچھ جڑ سے نکال پھینک دیں گے اور محترم میاں نواز شریف نے پریس سے کہا کہ اگر 9/11 کے وقت میں بھی ہوتا تو وہی کچھ کرتا جو پرویز مشرف نے کیا۔ یہ ان لوگوں نے کہا ہے آپ سب حضرات نے پڑھا ہے۔ اگر یہ صورتحال ہے اور خدانخواستہ دونوں مل کر بھی یہاں اس مغربی اور غیر ملکی تسلط کو قائم و دائم رکھنا چاہتے ہیں تو غلامی اگر پرویز مشرف کی کلاشنکوف کے زور پر ہو یا ان دونوں پارٹیوں کی جمہوریت کے سائبان کے نیچے ہو' دونوں صورتوں میں غلامی ہے' دونوں صورتوں میں اسلام کا قلع قمع کرنے میں ایک سے ہوں گے۔
ہمیں خوشی ہوتی ہے کہ کاش یہ دونوں بڑی پارٹیاں کسی دن میثاق جمہوریت کی بجائے ایک میثاق شریعت پر بھی دستخط کریں۔ خدا کی قسم اس ملک کو شریعت کی ضرورت ہے۔ اس سے مسائل حل ہوں گے جو ہم نہیں کر سکے۔ بہرحال یہ دو چیزیں اہم ہیں باقی چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں۔ میں ان کو معمولی اور جزوی سمجھتا ہوں۔ آزادی برقرار رکھنا' اور ظالم کا ہاتھ روکنا صرف مولوی کا کام نہیں ہے وہ پیپلز پارٹی' مسلم لیگ' ایم کیو ایم 'ق' یا 'ن' ہوں پورے ملک کے چودہ کروڑ شہریوں کا بنیادی حق ہے اور ملت مسلمہ کا حق ہے کہ اپنی آزادی کا دفاع اور تحفظ کریں۔ کاش وہ دن آئے کہ ہم سب چھوٹے چھوٹے جھگڑوں سے ہٹ کر اس ملک کو اس عذاب سے نجات دلا سکیں۔ ورنہ ہم خدانخواستہ روزانہ بیس' پچیس افراد قتل کرتے رہیں گے۔ وزیرستان کے بعد باجوڑ کی باری آئیگی' پھر بلوچستان کی باری آئیگی' اور جو آگ ہم خود پھیلا رہے ہیں' بنوں پشاور میں بھی آ گئی ہے اور یہی پالیسی ہوگی تو خدا نہ کرے کسی دن ہمارے فوجی لاہور' کراچی اور اسلام آباد میں بھی وہی آپریشن کر رہے ہوں گے۔ جو وزیرستان میں کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں وہ دن نہ دکھائے اور اس ملک کی صحیح آزادی' اس میں اسلام اور شریعت کے نفاذ کی اللہ توفیق فرمائے۔ و آخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمین۔ اس موقع پر نماز ظہر کیلئے اذان کی آواز سنائی دی اور مولانا نے تقریر ختم کر دی۔